Fikr-o-Nasar (Islamabad) 3:5 (1965)

نصاب زکوۃ

پر

ایک تحقیقی نظر

رفیع اللہ

پچھلے پچاس ساٹھ سالوں میں جو معاشی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں ان کی وجہ سے اکثر اشیا کی قیمتوں میں تقریباً دس گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ بعض صورتوں میں یہ اضافہ اس سے بھی زیادہ ہے مثلاً قربانی کے جانور (بھیڑ بکری وغیرہ) جو اس زمانے میں پانچ چھ روپے میں دستیاب ہو جاتا تھا اب سو روپے میں بھی نہیں ملتا۔ ان اضافوں کا لازمی اثر نصاب زکوۃ پر بھی پڑنا چاہئے تھا لیکن اس تمام عرصے میں زکوۃ کے نصاب کی حد پچاس روپے ہی بتائی جاتی رہی ہے یعنی زکوۃ صرف اسی شخص پر واجب الادا ہے جس کی آمدنی پچاس روپے سے زائد ہو اور اس پر ایک سال گزر چکا ہو۔

معلوم نہیں یہ پچاس روپے والا نصاب کیسے مشہور و مستعمل ہو گیا حالانکہ خود ہمارے علماء کے حساب کے مطابق زکوۃ کا یہ نصاب نہ اس وقت پچاس روپے بنتا تھا اور نہ آج۔ ہمارے علماء کی تصریحات کے مطابق یہ حساب یوں تھا :—

" زکوۃ نقرہ پر اس وقت واجب ہوتی ہے کہ ۵۲½ تولہ چاندی ہو جاوے اور طلائی ساڑھے سات تولہ پر زکوۃ واجب ہوتی ہے (۱)۔

آج کے نرخوں کے حساب سے اس سونے چاندی کی قیمت نکالی جائے تو روپوں میں نصاب یہ ہوگا :-

---

(۱) عزیز الفتاوی فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد سوئم و چہارم صفحہ ۳ سوال نمبر ۵۷۳/۹۶ کے جواب میں

سونے کا نصاب = ۷½ تولے × ۱۲٫۴۶۰۰ روپے = ۹۳٫۴۵۰ روپے

چاندی کا نصاب = ۵۲½ تولے × ۳٫۲۵ روپے = ۱۷۰٫۶۲ روپے

یعنی جن لوگوں کے پاس صرف سونا ہوگا چاندی وغیرہ نہ ہوگی تو ان پر زکوۃ اس وقت واجب ہوگی جب کہ ان کے سونے کی قیمت اور نقدی ملا کر سرمایہ کی مالیت ۹۳٫۴۵۰ روپے سے اور ہوگی اور جن لوگوں کے پاس صرف چاندی ہوگی سونا مطلقاً نہ ہوگا ان کا نصاب زکوۃ چاندی اور نقدی ملا کر ۱۷۰٫۶۴ روپے ہوگا ۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کچھ سونا ہے اور کچھ چاندی تو پھر کیا صورت ہوگی فقہاء امت میں سے بعض کو تو یہ اصرار ہے کہ سونے اور چاندی کا علیحدہ علیحدہ نصاب ہی شمار ہوگا ۔ ان کو آپس میں نہ ملایا جائے ۔ کچھ فقہاء جہاں چاندی کے ساتھ سونا ملانے کےحق میں ہیں وہاں امام ابو حنیفہ رح اور امام مالک رح اور فقہاء کی ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ نصاب کی غرض کے لئے چاندی کو سونے کے ساتھ ملایا جائے ۔

فان عند مالك وأبى حنيفة وجماعة انها تضم الدراهم الى الدنانير فاذا كمل من مجموعهما نصاب وجبت فيه الزكوة (۲)

(امام مالک رح اور امام ابو حنیفہ رح کے ، اور کچھ لوگوں کے نزدیک دراھم (چاندی) کو دنانیر (سونا) کے ساتھ ملایا جائے جب ان کے مجموعے سے نصاب مکمل ہو جائے تو اس میں زکوۃ واجب ہوگی ۔)

اس مسلک کے مطابق زکوۃ کا نصاب وہ نصاب بھی ہوسکتا ہے جو سونے اور چاندی کا اوسط ہو یعنی $\frac{۱۷۰٫۶۲ + ۹۳٫۴۵۰}{۲}$ = ۵۵۴٫۱ روپے ۔

(۲) بداية المجتهد و نهاية المقتصد للعلامة ابن رشد مطبوعه مصر ۱۹۵۲ جلد اول صفحه ۲۴۸ ۔

مسئلہ نصاب سے ہماری غفلت

زکوۃ کا یہ نصاب تو اس حساب کے مطابق ہوگا جسے ہمارے علماء نے اختیار فرمایا تھا معیشیت میں نئی تبدیلیوں کی وجہ سے اس نصاب میں کچھ خامیاں پیدا ہوگئی ہیں اس لئے اس پر ایک تحقیقی نظر ڈالنا ضروری ہے ۔ ہمارے ہاں تو اقتصادی مسائل کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی جاتی یہی وجہ ہے کہ صدیاں گزر گئی ہیں لیکن لصاب زکوۃ کے مسئلہ کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں دی گئی ۔ حالانکہ فقہاء رحمہم اللہ اقتصادی مسائل کو جو اہمیت دیتے تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ اس کی تحقیق کے لئے کتنی صعوبتیں اور اخراجات برداشت کرتے تھے ۔

علامہ ابن ہمام قاضی ابو یوسف رہ کا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں :—

عن الحسن بن الوليد القرشى ، وهو ثقة ، قال: قدم علينا أبو يوسف من الحج ، فقال : انى اريد أن افتح عليكم باباً من العلم ، اهمنى ففحصت عنه ، فقدمت المدينة فسألت عن الصاع فقالوا : صاعنا هذا صاع رسول الله صلعم ، قلت لهم : ما حجتكم فى ذلك ، فقالوا ، ناتيك بالحجة غداً ، فلما اصبحت : اتانى نحو من خمس شيخاً من ابناء المهاجرين والانصار مع كل رجل منهم الصاع تحت ردائه كل رجل منهم يخبر عن ابيه و اهل بيته أن هذا صاع رسول الله صلعم فنظرت فاذا هى سواء قال فعيرته فاذا خمسة ارطال و ثلث نقصان لعير (۳)

(۳) شرح فتح القدير للعلامة ابن همام مطبوعه مصر الجزءالثانى صفحه ۴۱

(حسن بن الولید قرشی سے روایت ہے (اور وہ ثقہ راوی ہیں) کہ قاضی ابو یوسف حج کے بعد ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تم پر علم کا ایک اہم دروازہ کھولنا چاہتا ہوں۔ جس کی میں نے خوب تحقیق کی ہے۔ جب میں مدینہ منورہ گیا تو حضور صلعم کے صاع کے متعلق دریافت کیا۔ اہل مدینہ نے اپنا صاع پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ صاع حضور صلعم کا ہے۔ میں نے دلیل مانگی تو انہوں نے دوسرے دن دینے کا وعدہ کیا چنانچہ دوسری صبح میرے پاس مہاجرین اور انصار کی اولاد سے پچاس بزرگ حاضر ہوئے۔ ہر ایک کے پاس ان کی چادر کے نیچے صاع تھا اور ان میں سے ہر شخص اپنے آبا و اجداد سے یہ روایت بیان کر رہا تھا کہ یہی صاع نبی صلعم کا ہے پس جب میں نے اس کی تحقیق کی تو سب برابر تھے اور ان کی پیمائش ۵ $\frac{1}{3}$ رطل سے کچھ کم تھی۔)

فقہاء رحمہم اللہ تو نصاب کے مسئلہ کی تحقیق کے لئے اتنی کوششیں فرماتے تھے۔ حالانکہ حضور صلعم کے عہد کو گزرے ہوئے ابھی قلیل عرصہ ہوا تھا۔ لیکن ہماری غفلت ملاحظہ ہو کہ صدیاں گزر گئی ہیں اس مسئلہ کی طرف کوئی دھیان ہی نہیں دیا۔ اگر اس میں کچھ تبدیلیاں بھی ہوئی ہیں تو اجتہاد کا دروازہ بند ہونے سے پہلے۔ اس وقت جو نصاب ہمارے ہاں مروج ہے وہ اس نصاب سے بڑی حد تک مختلف ہے جس کا رواج دور نبوی میں تھا۔ اس مبارک عہد میں دو قسم کے درہم مروج تھے:—

قال : کانت الدراھم قبل الاسلام کباراً و صغاراً فلما جاء الاسلام و ارادو ضرب الدراھم وکانوا یزکونھا من النوعین فنظروا الی الدرھم الکبیر فاذا ھی ثمانیة دوانیق و الی الدرھم الصغیر فاذا ھو اربعة دوانیق فوضعوا زیادة الکبیر علی نقصان الصغیر فجعلوھا درھمین سواء کل واحد ستة دوانیق ۔ (٤)

---

(۴) شرح فتح القدیر، جلد ۱ صفحہ ۵۲۲

(زمانہ قبل اسلام سے پہلے دراھم چھوٹے بڑے تھے ۔ جب اسلامی دور آیا تو دراھم بنانے کا ارادہ کیا گیا ۔ ابھی تک لوگ دونوں قسم کے دراھم سے زکوۃ ادا کرتے تھے انہوں نے بڑے دراھم کا وزن کیا جو آٹھ دانق تھا ۔ چھوٹے دراھم کا وزن چار دانق تھا تو انہوں نے ان دونوں دراھم کا اوسط نکال کر چھ دانق کا درھم بنایا ۔)

یعنی صدر اسلام میں تین قسم کے دراھم سے زکوۃ ادا کی جاتی تھی جن کی تفصیل یہ بنتی ھے :—

(۱) درھم کبیر کا وزن = آٹھ دانق
(۲) درھم اوسط ” = چھ دانق
(۳) درھم صغیر ” = چار دانق

ھم خالص جدید پیمائشی قاعدے سے ان راھم کا وزن تولوں میں منتقل کرتے ھیں جس سے معلوم ھو جائے گا کہ ھمارے حساب کے لحاظ سے دور نبوی میں زکوۃ کا نصاب کیا تھا ۔ ایک قدیم دانق کا وزن ٫۴۷۲ گرام ھے ۔ اس حساب کے لئے گرام کا وزن اس لئے معتبر ھے کہ اس میں غلطی کا امکان بہت کم ھے اس کی وجہ یہ ھے دنیا کا کوئی خطہ ھو اور کیسی ھی آب و ھوا کیوں نہ ھو اس کا وزن ھر جگہ ایک مکعب سینٹی میٹر مقطر پانی کے برابر ھوتا ھے(۵)۔ یہ چیز دوسری اجناس مثلاً گیہوں ، جو وغیرہ میں ممکن نہیں ۔ چنانچہ دور نبوی میں مروج مختلف دراھم کا گراموں کے حساب سے نصاب یوں ھوگا ۔ جبکہ ایک پرانا دانق = ٫۴۷۲ گرام :—

(۱) درھم کبیر = ۸ دانق × ٫۴۷۲ گرام = ۳٫۷۷۶ گرام
(۲) درھم متوسط = ۶ دانق × ٫۴۷۲ ” = ۲٫۸۳۲ ”
(۳) درھم صغیر = ۴ دانق × ٫۴۷۲ ” = ۱٫۸۸۸ ”

اور ھمارے ملک کے حساب سے ان کے تولے یہ بنیں گے

۱۰ گرام = ۱۵۴۳٫۲۳۵ گرین

۱۸۰ گرین = ایک تولہ

---

(5) Gram is the weight of a cubic centimetre of distilled water at 4°c.

(۱) درہم کبیر کا نصاب = ۲۰۰ درہم × ۳٫۷۷۴ = ۷۵۵٫۲ گرام

(۲) درہم متوسط کا نصاب = ۲۰۰ × ۲٫۸۳۲ = ۵۶۶٫۴ ,,

(۳) ,, صغیر ,, ,, = ۲۰۰ × ۱٫۸۸۸ = ۳۷۷٫۶ ,,

نمبر (۱) کا وزن تولوں میں = (۱۵۶۳٫۲۳۵ × ۷۵۵٫۲) / (۱۸۰ × ۱۰۰) = ۶۴٫۷۴۶۸ تولے

نمبر (۱) ,, ,, ,, = اسی حساب سے = ۴۸٫۱۲۰۲ ,,

نمبر (۳) ,, ,, ,, = ,, ,, = ۳۲٫۳۷۳۴ ,,

باوجود احتیاط کے اس حساب میں بھی غلطی کا امکان ھے اس لئے جو صاحب اس کے اھل ھوں وہ مزید تسلی کر سکتے ھیں - ایک دفعہ پھر اس حقیقت کو ذھن میں لائیے کہ صدر اسلام میں لوگ ان تینوں نصابوں کے کے مطابق زکوۃ ادا کرتے رھے اور یہ بات بالبداھت معلوم ھو رھی ھے کہ ھمارا موجودہ مروج نصاب ان میں سے کسی کے مطابق بھی نہیں - اس تفاوت کے باوجود حضور صلعم نے اپنی زندگی میں اس کا تعین وصول کنندگان زکوۃ کی صوابدید پر چھوڑ رکھا تھا کہ جس درہم میں چاھیں معاملہ کریں تاھم حضرت عمر رض نے عملی یکسانیت پیدا کرنے کے لئے درہم متوسط کو ھی رواج دینا مناسب خیال کیا بلکہ بعض روایات میں تو یہاں تک آیا ھے کہ یہ اوسط وزن بنایا ھوا بھی انہی کا ہے :—

قیل أخذ عمر رضی اللہ عنہ من کل صنف درھما فخلطه فجعله ثلاثة دراھم مساویة - (۶)

کہا گیا ھے کہ حضرت عمر رض نے ہر تین قسم کے درہم ملا کر ان کے تین مساوی درہم بنائے -

حضرت امیر معاویہ رض کے زمانہ میں رومیوں نے جدید نظام کے تحت دانق کا وزن بڑھا کر ۰٫۴۹۲ گرام کر دیا - سہولت کی خاطر زیاد نے بھی امیر

(۶) شرح فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۵۲۲

معاویہ رض کو یہ مشورہ دیا کہ وہ اس نئی تبدیلی کا لحاظ کرتے ہوئے درہم کا وزن بڑھا دیں - تاہم انہوں نے ایسا نہ کیا اور درہم کے وزن میں صرف معمولی سا اضافہ فرما دیا جس سے اس کا وزن ۲٫۸۵ گرام ہو گیا -

خلیفہ عبد الملک کے زمانے تک باوجود ایک متوسط درہم کے دوسرے ناقص درہم بھی ساتھ کے ساتھ چلتے رہے جس کی وجہ سے پیچیدگیوں کا پیدا ہونا ناگزیر تھا - چنانچہ انہوں نے سب علماء کو اکٹھا کر کے پھر ایک معیاری درہم بنوایا : جو اسلامی سکہ کے نام سے مشہور ہوا -

قال أبو عبيد إن الدراهم لم تكن معلوم القدر حتى جاء عبد الملك بن مروان فجمع العلماء فجعلوا عشرة دراهم سبعة مثاقيل (٧)

(ابو عبید رض فرماتے ہیں کہ خلیفہ عبد الملک بن مروان کے زمانے تک دراہم میں اچھا خاصا فرق تھا انہوں نے علماء کو اکٹھا کر کے اس کا فیصلہ کیا اور دس دراہم کو سات مثاقیل کے برابر قرار دیا -)

یہی سکے آثار قدیمہ سے بڑی تعداد میں ملے ہیں اور آج کل مختلف عجائب گھروں کی زینت بنے ہوئے ہیں - فقہ کے چاروں مذاہب کے ائمہ نے اسی کو اختیار کیا تھا اور اسی کے مطابق آج تک عمل ہو رہا ہے - چنانچہ اس کے مطابق سکہ کا سرکاری حساب یوں مروج ہوا -

الدينار مثقال و المثقال درهم و ثلاثة اسباع . الدرهم و الدرهم ستة دوانيق و الدانق قيراطان والقيراط طوجان والطوج حبتان والحبة سدس ثمن درهم وهو جزء من ثمانية وأربعين جزءاً من درهم (٨)

---

(۷) نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار للعلامة شوکانی مطبوعہ مصر ۱۹۶۱ جلد ۴ صفحہ ۱۴۸

(۸) ایضاً

ایک دینار   ایک مثقال

ایک مثقال = $1\frac{3}{7}$ درهم

ایک درهم = ٦ دانق

ایک دانق = ٢ قیراط

ایک قیراط = ٢ طوج

ایک طوج = ٢ حبه

اس حساب سے حبه درهم کا $\frac{1}{48}$ حصه بنا یعنی اس کی اڑتالیسویں جز -]

دانق کا وزن نئے رومی نظام کے مطابق ٠٫٤٩٢ گرام کر دیا گیا جو ابھی تک رائج ھے اس طرح ایک درهم کا وزن ٢٫٩٥٢ گرام ھو گیا جس سے نصاب کا وزن ٥٩٫٠٤ گرام بنتا ھے اور اس کے تولے ٥٫٠٦١٨ بنتے ھیں آج کل کے نرخوں سے ان چاروں نصابوں کی قیمت روپوں میں یه ھوگی -

چاندی کا نرخ

(١) درهم کبیر کا نصاب = ٦٤٫٧٤٦٨ × ٣٫٢٥ روپے فی توله = ٢١٠٫٤٤ روپے

(٢) درهم اوسط کا نصاب = ٤٨٫١٢٠٢ × " " " = ١٥٧٫٨٣ "

(٣) " صغیر کا نصاب = ٣٢٫٣٧٣٤ × " " " = ١٠٥٫٢٢ "

(٤) درهم عبدالملک کا نصاب ٥٫٠٦١٨ × ٣٫٢٥ = ١٦٫٤٥٠ روپے

سونے کا نصاب

یه تھا چاندی کا نصاب جس میں فقہاء کے درمیان کوئی خاص اختلاف نہیں - سونے کا نصاب تو ابتدائی طور پر بھی ان کے درمیان مختلف فیه ھے - جمہور کے نزدیک اگرچه یه بیس دینار ھی ھے لیکن حنابله کے نزدیک ٢٥ دینار اور کچھ کے نزدیک چالیس دینار ھیں -

فان أكثر العلماء على أن الزكوة تجب فى عشرين ديناراً وزناً كما تجب فى مائتى درهم هذا مذهب مالك والشافعى وأبى حنيفة وأصحابهم وأحمد و جماعة فقهاء الامصار وقالت طائفة منهم الحسن بن ابى الحسن البصري وأكثر اصحاب داؤد بن على ليس فى ذهب شئى حتى يبلغ أربعين ديناراً - (۹)

اکثر فقہاء اس پر متفق ہیں کہ سونے کا نصاب وزن کے حساب بیس دینار ہیں جیسا کہ چاندی کا دو سو درہم - امام مالک رحمہ امام شافعی رحمہ امام ابو حنیفہ رحمہ اور امام احمد رحمہ اور فقہاء کی ایک جماعت کا یہی مسلک ہے- تاہم فقہاء کا ایک گروہ جن میں حسن بصری رحمہ اور داؤد بن علی کے اکثر شاگرد شامل ہیں کے نزدیک سونے کا نصاب چالیس دینار ہیں - بعض حنابلہ کے نزدیک نصاب ۲۵ دینار ہیں (۱۰)

ہمارے ہاں کے مروج حساب کے مطابق بیس دینار کے ½۷ تولے بنتے ہیں لیکن درہم کا جو حساب ہم نے گراموں کے ذریعہ نکالا ہے اس سے یہ وزن ۷٫۲۳ تولے بنتا ہے - اب ان مختلف نصابوں کے لحاظ سے روپے میں ان کی قیمت یہ ہوگی -

		تولے		روپے		
(۱)	مروج نصاب	= ۷٫۵۰	×	۱۲۵۱	=	۹۳۷٫۵۰ روپے
(۲)	گراموں کے حساب سے	= ۷٫۲۳	×	۱۲۵	=	۹۰۶٫۰۰ روپے
(۳)	۴۰ دینار کے نصاب کے حساب سے	= ۱۴٫۴۶	×	۱۲۵	=	۱۸۱۲٫۰۰ روپے
(۴)	۲۵ دینار " "	= ۹٫۰۴	×	۱۲۵	=	۱۲۳۲٫۰۰ روپے

(۹) بداية المجتهد لابن رشد جلد ۱ صفحه ۲۴۷ -

(۱۰) الفقه على المذاهب الاربعة طبع خامسة جلد ۱ صفحه ۱۸۱

قربانی کا نصاب

قربانی کا نصاب بھی عام طور پر وهی بتایا جاتا هے جو زکوة کا هے یعنی جس کے پاس پچاس روپے هوں گے وہ قربانی دے گا ۔ حالاں کہ خود فقہاء کے اصول کے مطابق اس سلسلے میں زکوة کا صرف وهی نصاب معتبر هونا چاهئے جو شریعت نے مختلف جانوروں کی صورت میں مقرر کیا هے ۔ اگر هر جنس کے لئے صرف اسی جنس کا نصاب معتبر هے تو قربانی کے لئے بھی یہی اصول کیوں نہ لازمی هو ۔ مختلف جانوروں کا نصاب یہ هے (۱۱)

بھیڑ بکری کا نصاب

لیس فی اقل من اربعین من الغنم السائمة صدقة (۱۱)

(چالیس سے کم چرنے والی بھیڑ بکریوں پر کوئی زکوة نہیں ۔)

آج کل ان جانوروں کی اوسط قیمت ۱۰۰/- روپے فی راس هے اس حساب سے کل قیمت یہ بنے گی = ۴۰ × ۱۰۰ = ۴۰۰۰/- روپے ۔

چنانچہ جن لوگوں کا کاروبار بھیڑ بکریوں تک محدود هوگا ان پر زکوة تب واجب هوگی جب ان کے پاس چار هزار روپیہ کا سرمایہ هوگا ۔

گائے کا نصاب

شریعت میں گائے کا نصاب یہ هے :—

ولیس في اقل من ثلاثین من البقر السائمة صدقة (۱۲)

گائیوں پر زکوة تب واجب هوگی جب ان میں سے چرنے والے جانوروں کی تعدا تیس سے اوپر هوگی ۔)

متوسط گائے کی قیمت اگر تین صد روپیہ هی فرض کر لی جائے تو ان لوگوں کا نصاب جن کا کاروبار انہی جانوروں تک محدود هے نو هزار روپیہ هوگا ۔

(۱۱) هدایة مع شرح فتح القدیر جلد اول صفحہ ۵۰۲
(۱۲) ایضاً صفحہ ۴۹۹

اونٹوں کا نصاب

عربوں کا اصل سرمایہ یہی اونٹ تھے - اس لئے ان کا نصاب تمام نصابوں میں ایک معیاری حیثیت رکھتا ہے اور حیرت انگز بات یہ ہے کہ اگر تمام نصابوں کو ملا کر ان کا اوسط نکالا جائے تو وہی نصاب بنتا ہے جو شارع نے اونٹوں کے لئے مقرر فرمایا ہے -

ولیس فی اقل من خمسة دود صدقة (۱۳)

(پانچ سے کم اونٹوں پر زکوۃ نہیں -)

آجکل ایک متوسط درجہ کے اونٹ کی قیمت چھ صد روپیہ ہے - اس لئے جن لوگوں کا کاروبار اونٹوں کی تجارت تک محدود ہوگا ان کا نصاب تین ہزار روپے بنے گا -

غلہ کا نصاب

غلہ کے نصاب میں بھی فقہاء کے درمیان اختلاف ہے :—

واما النصاب فیه فانهم اختلفوا فی وجوبه فی هذا الجنس من مال الزکوۃ فصار الجمهور الی ایجاب النصاب فیه وهو خمسة اوسق والوسق ستون صاعاً باجماع (١٤)

(غلہ کے نصاب میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے - لیکن جمہور کے نزدیک اس میں نصاب ضروری ہے اور وہ پانچ وسق ہے اور ہر وسق کا وزن بالاجماع ساٹھ صاع ہے -)

پھر صاع کے وزن میں اختلاف ہے :—

(۱۳) هدایة مع شرح فتح القدیر صفحه ۴۹۴

(۱۴) بدایة المجتهد جلد ۱ صفحه ۲۵۶

" والصاع عند أبی حنیفة ومحمد رحمهما الله ثمانیة ارطال بالعراق وقال ابو یوسف رحمة الله لقوله علیه السلام صاعنا اصغرا الصیعان _ (۱۵)

(امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک صاع آٹھ رطل عراقی ہے - لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک ۵⅓ رطل کا ہے اور یہی قول امام شافعی کا ہے اس فرمان نبوی کے مطابق کہ ہمارا صاع سب سے چھوٹا صاع ہے -)

ہمارے ملک کے حساب سے منوں میں اس کا وزن یہ ہوگا ۔

(۱) بحساب آٹھ رطل پانچ اوسق غلہ کا وزن	سیر	من
(جب کہ صاع تقریباً ۳½ سیر کا ہو) =	۱۰ —	۲٦
۵⅓ " " " پانچ اوسق " =	۳۰½ —	۱۸

اور آجکل کے اوسط نرخ کے حساب سے اس کی قیمت یہ ہوگی ۔

آٹھ رطل کے حساب سے نصاب کی قیمت =	۵۲۵٦.۰۰	روپے
۵⅓ " " " " =	۳۸۸۴.۵۰	روپے

اگرچہ تمام محدثین نے اسی دوسرے صاع یعنی ۵⅓ رطل والے صاع ہی کو ترجیح دی ہے تاہم ہمارے ہاں آٹھ رطل والا مروج ہے ۔

جناس کے بجائے قیمت کا ادا کرنا

قیمتوں کا یہ حساب ہم اس لئے کرتے آئے ہیں کہ فقہاء کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ ہر جنس کی زکوۃ اس کی جنس کی بجائے اس کی قیمت میں بھی ادا کی جاسکتی ہے :—

ویجوز دفع القیم فی الزکوۃ عندنا ـ فلو ادی ثلاث شیاه سمان عن اربع وسط جاز (۱٦)

(۱۵) ہدایہ مع شرح فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۳۰

(۱٦) ایضاً جلد ۱ صفحہ ۵۰۷ — ۵۰۸

(ھمارے نزدیک (احناف کے) زکوۃ قیمت کے حساب سے دینی جائز ھے مثلاً اگر زکوۃ میں چار اوسط بھیڑیں دینی ھیں تو ان کی بجائے تین موٹی تازی جو قیمت میں ان کے برابر ھوں دے دی جائیں تو جائز ھے) ۔

زمانہ صدر اسلام میں نقد لین دین کا رواج بہت ھی محدود تھا اور وہ بھی بڑے شہروں تک ۔ سرے سے اسلامی سکہ کا رواج ھی خلیفہ عبد الملک کے زمانہ میں شروع ھوا تھا ۔ اس زمانے میں زیادہ تر کاروبار تبادلہ اشیا کی صورت میں ھوتا تھا ۔ اس لئے لوگوں کی سہولت کے لئے ھر جنس کا علیحدہ علیحدہ نصاب مقرر کر دیا گیا تھا اور گمان غالب یہی ھے کہ اس زمانے میں ان اجناس کی اوسط قیمت ایک دوسرے کے نصاب کے تقریباً تقریباً برابر ھوگی اگر کوئی فرق بھی ھوگا تو معمولی ھوگا ۔

رفتہ رفتہ تبادلہ اشیا کا نظام بالکل ختم ھوچکا ھے اور ھر قسم کے کاروبار کا معیار یہی سکہ قرار پا گیا ھے ۔ عبد الملک کے زمانہ میں جب سکہ کا سرکاری رواج شروع ھوا تو فقہاء رحمھم اللہ نے بھی مختلف اجناس کی زکوۃ میں اس جنس کے بدلے قیمت کا ادا کر دینا جائز قرار دے دیا تھا ۔ جو ھم ابھی ابھی نقل کر چکے ھیں ۔ ھمیں یہ بھی معلوم ھے کہ حضرت عمر کے زمانہ میں جب مختلف دراھم کی وجہ سے زکوۃ کے نصاب میں پیچیدگیاں پیدا ھوئیں تو آپ نے اس مسئلہ کا حل یوں کیا کہ سب دراھم کا اوسط نکال کر ایک معیاری درھم بنایا تھا ۔

ھمارے زمانے میں جب کہ مختلف اجناس کی قیمتوں میں ان کی اھمیت کی وجہ سے بڑا تفاوت پیدا ھو گیا ھے اور ان کا نصاب شمار کرنے میں پیچیدگیاں پیدا ھو گئی ھیں ۔ تو انہیں ختم کرنے کے لئے کیوں نہ وھی طریقہ استعمال کیا جائے جو حضرت عمر نے استعمال فرمایا تھا اور ان تمام اجناس کے نصابوں کو ملا کر ایک اوسط نصاب تیار کر لیا جائے ۔ آجکل کے حالات کے پیش نظر یہ مسئلہ بڑی سخت اھمیت اختیار کر چکا ھے اور اھل علم کے گہرے غور و فکر کا محتاج ھے امید ھے جو حضرات اس کے اھل ھیں وہ پہلی فرصت میں اس

اہم مسئلہ کی طرف اپنی توجہ مبذول فرمائیں گے - ان کی سہولت کے لئے ایک اوسط نصاب پیش خدمت ہے جو ان تمام نصابوں کی قیمتوں کو جمع کر کے نکالا گیا ہے جو پچھلے صفحات میں دی جا چکی ہیں -

اوسط نصاب

(۱)	سونے کا نصاب	=	۹۳۷۶۵۰	روپے
(۲)	چاندی کا نصاب	=	۱۷۰۶۶۲	,,
(۳)	بھیڑ بکری کا نصاب	=	۳۰۰۰۶۰۰	,,
(۴)	گائے کا نصاب	=	۹،۰۰۰۶۰۰	,,
(۵)	اونٹوں کا نصاب	=	۳،۰۰۰۶۰۰	,,
(۶)	غلہ کا نصاب	=	۵۲۵۶۰۰	,,

اوسط کا نصاب ۱۷،۶۳۴۶۰۰ ... -/۲۹۳۹ روپے

۶

یہ اوسط نصاب اس نصاب کے عین مطابق ہے - جو عربوں کے ہاں معیاری حیثیت رکھتا ہے یعنی اونٹوں کا نصاب - جس کی طرف ہم پہلے بھی اشارہ کر آئے ہیں- آج کل کے ماہرین معاشیات کا نقطہ نظر بھی یہی ہے کہ اس سے کم آمدنی والے لوگ ہر قسم کے ٹیکس سے مستثنیٰ ہوں - ہماری اس تمام کوشش کا مقصد یہ ہے کہ اہل علم حضرات اس مسئلہ کی اہمیت کا لحاظ کرتے ہوئے اس کی طرف توجہ فرمائیں اور تمام حالات اور معاشی تبدیلیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نصاب زکوۃ کا صحیح صحیح تعین فرمائیں -